جہنم کے سوداگر
THE TRADERS OF HELL
محمد جبران
ایم فل اسکالر
EPISODE 19
ڈیوڈآن ٹرائل
راوی :وقارعلی جان
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ڈیوڈ آن ٹرائل (انیسویں قسط)

اب میرے لئے ایک اور سرپرائز تھا یہاں ایک اور حملہ آور کی انٹری ہوئی۔اس نے تین چار کراٹے میرے پیٹ میں مارے تو میری طبعیت صاف ہوگئی۔اس کے بعد میرے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا۔کچھ وقفے کے بعد اس نے میرے منہ پر ٹیپ لگادی۔پھر دونوں نے پکڑ کر مجھے نیچے لٹالیا اور اب تیسرے آدمی کی انٹری ہوئی جس نے میرے ہاتھ سختی سے پشت پر کر کے ان میں ہتھکڑیاں لگا دیں۔پھر اسی نے میرے ناخنوں سے بلیڈ بھی ایک ایک کر کے نکال دیئے۔یہی نہیں انہی ہاتھوں کو ایک بار پھر مضبور رسی کے ساتھ باندھا گیا۔اسکے بعد میرے پیر ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر انہیں سختی کے ساتھ ایک رسی سے باندھا گیا۔اب میں مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا۔انہوں نے میرے سارے کپڑوں کی کیا تلاشی اور اس میں سے ایک ایک چیز نکال کر اپنے قبضے میں لی لی۔انہوں نے جس مہارت سے مجھے قابو کیا تھا وہ یقیناً عام افراد نہیں تھے۔خصوصی تربیت یافتہ معلوم ہو رہے تھے۔مجھے اب کچھ کچھ اندازہ ہونے لگا کہ یہ لوگ کون ہوسکتے تھے۔اسکے بعد انہوں نے مجھے کھڑا کیا اور میرے چہرے پر ایک کپڑا ڈال کر اسے سر پر باندھ دیا۔اب ایک شخص نے پھرتی سے مجھے اپنے کندھے پر لادا پھر مختلف مشکلات کو عبور کرنے کے بعد مجھے ایک گاڑی میں ڈال دیا گیا۔میرے ساتھ ایک دو آدمیوں کو بھی بٹھا دیا گیا۔اس بار انہوں نے میرے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں چھوڑی تھی۔وہ مجھے ہر صورت میں قابو کر کے اپنے انجام تک پہنچانا چاہتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد مجھے جس گاڑی میں ڈالا گیا اس نے کچی زمین پر چلنا شروع کر دیا۔جس کے چلنے پر بار بار ہچکولے لگ رہے تھے۔کافی سفر ہمارا یوں ہی اونچی نیچی کھدی ہوئی کچی سڑک پر ہوا۔اس کے بعد وہ پختہ سڑک پر آئی اور پھر اس نے کمان سے نکلے تیر کی طرح انتہائی تیز رفتاری سے اپنی منزل کی جانب بڑھنا شروع کر دیا۔اس دوران مجھے اٹھانے والے افراد بالکل خاموش رہے۔کوئی ایک گھنٹے کے بعد گاڑی نے ایک جگہ آکر قیام کیا تو مجھے ایک بار پھر گاڑی سے نکال کر کندھے پر ڈالا گیا۔دو تین زینے چڑھ کر وہ شاید اب کسی عمارت میں داخل ہو رہے تھے۔چلتے چلتے اس آدمی نے ایک جگہ قیام تو دوسرے نے آگے بڑھ کر ایک دروازے کا تالہ کھولہ اور پھر اس شخص نے زینے اترنا شروع کر دیئے۔اترتے اترتے اسے کوئی تین چار منٹ لگ گئے۔زینے تعداد میں کافی تھے اس کے بعد مجھے ایک جگہ لا کر بری طرح سے پٹخ دیا گیا۔پھر مجھے دو افراد نے اٹھا کر بٹھایا اور میرے سر کی پشت سے کپڑا کھولا جانے لگا۔

جب کپڑا ہٹایا گیا تو پہلے تو کچھ دیر منظر دھندلا سا رہا پھر واضح ہوا تو میں گندی سی زمین پر پڑا ہوا تھا اور میرے سامنے ایک مقامی شخص اسٹول پر بیٹھا ہوا مجھے کھاجانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔وہ کلین شیو تھا،بال چھوٹے اور گوری چمڑی تھی ۔عمر پینتیس کے آس پاس ہی رہی ہوگی۔ آنکھیں سبز رنگ کی اور بدن پر مقامی لباس۔ماتھا چوڑا جو اس کی ذہانت کی چغلی کھا رہا تھا۔یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جسکی تین دیواریں ایک

جنگلا تھا۔ جس کی آہنی اور موٹی سلاخیں تھیں۔ کمرے میں ایک ہی لیمپ لگا ہوا تھا جو بار بار جھول رہا تھا اس کے علاوہ کوئی روشن دان نہیں اور نہ ہی کوئی واش روم۔ بلکہ وہیں پر ہی ایک چھوٹی سی جگہ بنی ہوئی تھی۔ پانی کا ایک مٹکا رکھا ہوا تھا جس پر ایک گلاس تھا۔ کمرے میں اس کے علاوہ چھ لمبے تڑنگے افراد تھے اور ان سب نے اپنے اپنے چہرے رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"مسٹر ڈیوڈ میرا نام محسن شاہ ہے اور میں یہاں کی انٹیلی جنس کا بندہ ہوں۔ ہم سے سب سے بڑی بھول ہوگئی کہ تمہیں آمنہ جہاں کے حوالے کر دیا۔ اس کے عورت ہونے کا تم نے بھرپور فائدہ اٹھایا مگر اب بد قسمتی سے تم میرے پاس ہو۔ تمہیں بہت ڈھیل دے دی، بہت نرمی ہوگئی مگر اب اور نہیں۔ تم سارے امریکی کتے کے بچے ہوتے ہوتے ہو۔ مگر آج تک تمہارا ابھی ایرانیوں سے پالا نہیں پڑا۔ اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایرانی کیسے ہوتے ہیں۔ تم سے کسی قسم کی کوئی بات چیت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی تمہارے ساتھ کوئی بھی تعاون کیا جائے۔ کل دن میں تمہیں تمام میڈیا کے سامنے عدالت میں پیش کر دیا جائے گا اور پھر وہیں سے تمہارا جسمانی ریمانڈ لیکر تم پر باقاعدہ ٹرائل چلایا جائے۔ مجھے پوری امید ہے کہ تین سے چار دن کے اندر اندر تمہیں پھانسی دے دی جائے گی۔ مگر اس پہلے تمہیں مجھے فیس کرنا ہوگا۔ یقیناً تمہیں یہ جان کر ہرگز حیرت نہیں ہوگی کہ ہم ایرانی کسی امریکی کو نہیں چھوڑتے۔ انقلاب ایران کے بعد جس طرح ہم نے تمہاری ایمبیسی کے اہلکاروں اور ڈپلومیٹس کو اپنے پاس رکھا تھا۔ وہ یقیناً اب تک تم لوگ نہیں بھولے ہوگے۔ تمہیں یہ تشویش شروع سے تھی کہ حساس ادارے والے اب تک تمہیں کیوں نہیں پا سکے تو لو اب تمہاری یہ شکایت ہم نے دور کر دی۔ تم ہمیں جتنا نکما سمجھتے تھے اتنے ہم ہیں نہیں۔۔۔۔۔" اس نے ایک لمبی چوڑی تقریر کر ڈالی اور پھر رک کے لات میرے سینے پر ماری تو میں سیدھ دیوار سے جا لگا۔ اس کی آنکھوں میں غضب کا قہر اترا ہوا تھا اور وہ مجھے تھوڑا سا بھی سنبھلنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ مجھے ایک بار پھر دو آمیوں نے پکڑ کر بٹھا دیا۔ پھر وہ ایکدم سے اٹھا کر اور کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ ٹہلتے ٹہلتے اس کے ذہن میں ایک بات آئی تو اس نے اپنے ساتھیوں نے پہلے کچھ فارسی میں کہا اور پھر انگریزی میں میری سہولت کے لئے کہا۔

"میک اَپ واشر لاؤ اور اس خبیث کا میک اَپ واش کرو۔۔۔" اس کے بعد اس نے دو چٹکیاں بجائیں اور پھر کہا۔

"فوراً سے پہلے کرو۔۔ جلدی۔" اس کے بعد ایک شخص دوڑتا ہوا باہر چلا گیا اور پھر اس کے زینے چڑھنے کی آواز آئی۔ اس کے جاتے ہی محسن شاہ نے ایک بار پھر سے ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ شاید کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ساتھ اسکے ہاتھ میں ایک بوتل، آئینہ اور تولیا تھا۔ میرے سر کو زبردستی دو افراد نے پکڑ لیا اور پھر اس کے بعد میرا میک اَپ واش ہونا شروع ہو گیا۔ کوئی پانچ منٹ بعد میرا اصلی چہرہ سب کے سامنے تھا۔ یعنی ڈیوڈ کا چہرہ اب واضح ہو چکا تھا۔ محسن شاہ مجھے طنزیہ نظروں سے گھورنے لگا۔

"اسے آئینہ دکھاؤ ورنہ یہ منحوس مانے گا نہیں۔۔۔۔۔۔۔" اس کے بعد میری تسلی کی خاطر انہوں نے میرے سامنے آئینہ کر دیا۔ اس میں ڈیوڈ کی شکل صاف نظر آرہی تھی۔ اس کے بعد وہ شخص میک اَپ واشنگ کا سارا سامنا لیکر چلا گیا۔ محسن شاہ میرے پاس آیا اور میری ٹھوڑی کی اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے اپنے قریب کیا اور مجھے غراتے ہوئے کہا۔

"لو ڈیوڈ بیٹا تمہارا کام ہو گیا۔۔۔ صبح عدالت چلنے کے لئے تیار رہنا۔۔۔ گڈ بائے۔۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی باقی سب بھی باہر نکلے اور پھر انہوں نے جنگلے کو بند کیا اور اس کے اوپر تالا لگا کر وہ لوگ سامنے سے غائب ہو گئے۔

☆====☆===☆

اگلی صبح ہو گئی مگر تمہارا کچھ پتہ نہیں تھا۔ ہم لوگ سب ہیڈ کوارٹر آ گئے تھے۔ وہ دن گزرا تو شام کے وقت جب ہم آپریشن روم میں بیٹھے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

تمہارے اغوا کے مسئلے پر ہی غور کر رہے تھے کہ اچانک ایک نامعلوم نمبر سے کرنل اشر کے سیل پر کال آگئی۔ ہم لوگوں نے اپنے سارے نمبر زہیڈ کوارٹرز سے لنک کئے ہوئے تھے۔ اس وقت فون کرنے والے کی ساری تفصیل ہمیں بڑی سی ڈیجیٹل اسکرین پر نظر آجاتی تھی۔ اس کال کے بارے میں محض اتنا ہی پتہ چل سکا کہ یہ ساؤتھ کوریا اور جاپان کے درمیان موجود کسی چھوٹے سے جزیرے سے کال کی گئی تھی۔ کرنل اشر نے اپنا سیل فون سامنے رکھا اور ہیڈ فون کانوں سے لگالیا۔
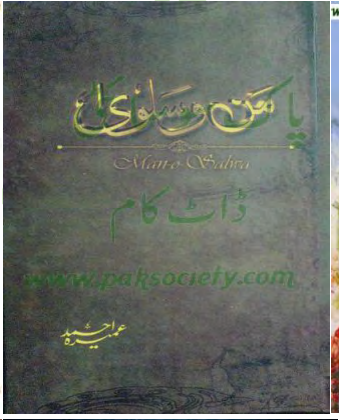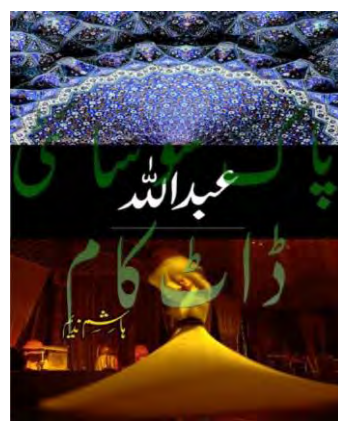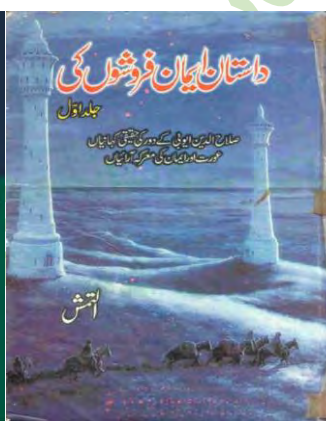
"یس کرنل اشر اسپیکنگ۔۔۔۔۔۔" کرنل اشر نے نہایت سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تمہارا پرانا ہمدرد میجر ڈریگن بول رہا ہوں شاید تمہیں یاد ہو اگر نہیں یاد تو میری آواز سن کر ضرور یاد آجائے گا اگر پھر بھی یاد نہ آیا تو یہ تو لازمی یاد ہو گا ناں کہ روس میں تمہاری ہڈیاں کس نے کھڑکائی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔ ہوتا ہے ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے انسان ہو ناں اور عمر کا بھی تقاضہ ہو گا باتیں بھول جاتی ہو نگی کوئی نہیں اب یاد آجائیں گی۔ یقیناً تم اس وقت اپنے ہونہار لڑکے کی وجہ سے پریشان ہو گے؟؟ اب تم خود ہی سوچو جب وہ ایسے گل کھلائے گا تو اس کی شامت تو آئے گی ناں کہ نہیں؟ میں چاہوں گا کہ تمہاری پریشانی میں کسی حد تک دور کر دوں وہ اپنے چچا میجر ڈریگن کے پاس ہے اور بخیر و عافیت ہے۔ یعنی بالکل محفوظ ہے تو تمہیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن اس کی زندگی تمہارے تعاون سے مشروط ہے۔ اگر تم چاہو تو اپنے ہونہار ایجنٹ کی زندگی ضائع ہونے سے بچا سکتے ہو اور ہزار بار سوچ سمجھ کر جواب دینا کیوں کہ میں نے ابھی پچھلے بدلے بھی چکانے ہیں۔ اگر تم نے مجھے میرے مطلب کی چیز پہنچادی تو تمہیں تمہارا لڑکا بغیر کسی توڑ پھوڑ کے مل جائے گا اور وہ بھی صحیح سلامت کیوں ہے ناں مزے کی بات؟ لیکن اگر تم نے مجھے میری مطلوبہ چیز نہ پہنچائی تو میرے پاس اس کے بعد دو ہی حل ہو نگے ایک یہ کہ میں اسے اس کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دوں یا پھر اسے رہتی دنیا تک بھکاری بنا کر اسے مزید کسی کام کرنے کے قابل نہ چھوڑوں۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری مکمل طور پر تسلی بھی کروا سکتا ہوں مگر میری شرط برقرار ہے۔۔۔" دوسری طرف کرنل اشر کے پرانے دشمن میجر ڈریگن کی چہکتی ہوئی آواز آئی تو کرنل اشر نے شمعون کو ایک آنکھ دبا کر مخصوص اشارہ کیا تو وہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر کچھ ٹائپ کرنے لگا۔ میں بھی اسکے عین پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی اور خاموشی سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سننے لگی۔

"مسٹر ڈریگن اس لمبی چوڑی تقریر کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا، میں سمجھا تم نے کسی اہم کام کے سلسلے میں مجھے یاد کیا ہے۔ میرا اتنا قیمتی وقت برباد کرنے کے لئے شکریہ۔ ڈیوڈ اب میرے کسی کام کا نہیں رہا چاہو تو اسے بھکاری بنا دو یا پھر سرکس میں کسی مداری کے ساتھ اسے کھڑا کر دو میرا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔" دوسری طرف سے کرنل اشر کی حسبِ توقع بے حد بے رخی سی آواز آئی جیسے اسے واقعی میجر ڈریگن کے فون کرنے پر افسوس ہوا ہو اور اس کا وقت برباد ہوا ہو۔

"تمہاری بلیک ڈائمنڈ ایجنسی میں اگر کوئی ڈائمنڈ ہے تو وہ ڈیوڈ ہے میں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے پتے لگائے ہیں۔ میں اس کھیل کا پرانا کھلاڑی ہوں اتنی آسانی سے تم مجھے چلتا نہیں کر سکتے۔۔۔" میجر ڈریگن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ڈریگن تمہارے پتوں کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے اور مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ تم چاہے نئے کھلاڑی ہو یا پرانے میری بلا سے میرے سر سے اترو اب۔۔۔ پتہ نہیں میں کہاں مصروف تھا میرا سارا پلان ہی گڑبڑ کر دیا تم نے۔۔۔ اب تم فون رکھو گے بھی یا میں تمہیں دو چار ٹھنڈی گرم سناؤں تب جا کر تمہارا ہوش ٹھکانے آئے گا۔ تم نے جو کرنا ہے وہ کرو یہ میرا درد سر نہیں ہے۔ اب سے ڈیوڈ تمہارا ہوا تم جو کر سکتے ہو وہ کر لو اس کے ساتھ۔۔۔۔"

"لگتا ہے کہ ابھی میں نے تمہارے ساتھ پورے پتے شئیر نہیں کئے تبھی تمہاری یہ اچھل کود بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ میں اونچی پرواز کرنے والے پرندے کے پر کاٹ دیا کرتا ہوں اور مجھے یہ تمہاری گفتگو ایک آنکھ نہیں بھا رہی۔ اب تیار ہو جاؤ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں ۔تمہاری جان جس چیز میں بند ہے وہ چیز میرے قبضے میں ہے۔" دوسری طرف سے میجر ڈریگن کی نہایت پراسرار آواز آئی تو کرنل اشر کے ماتھے پر شکنوں کا جال سا آ گیا۔

"اچھا تعجب ہے کہ تم اب بھی کچھ دکھانا چاہتے ہو؟ یعنی تمہاری ٹوکری میں اب بھی کوئی نہ کوئی خرگوش چھپا بیٹھا ہے۔ شو کرو ذرا مجھے بھی تو پتہ چلے۔ ویسے میرے خیال میں تمہاری اب اتنی پوزیشن نہیں رہی کہ تم مجھے کچھ شو کرا سکو تم ہار چکے ہو۔ میں نے تمہارا شو چلنے سے پہلے ہی فلاپ کر دیا ہے۔۔" کرنل اشر نے ذرا سی بھی پریشانی ظاہر نہیں ہونے دی۔ اس دوران شمعون اپنے کام میں مسلسل لگا ہوا تھا۔ وہ دراصل اس پوری کال کو ریکارڈ کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کال کی لوکیشن بھی ٹریس کرنے کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ ڈیجیٹل اسکرین پر زیادہ تفصیل واضح نہیں ہوئی تھی۔

"میری کیا پوزیشن ہے اور کیا نہیں ہے اس کا تمہیں ابھی پوری طرح سے اندازہ نہیں ہے۔ جانتے ہو کرنل اشر میرے ہاتھ میں اس وقت کون سی فوٹو گرافس ہیں؟ نہیں خیر تمہیں کیسے پتہ ہو گا جب تک میں تمہیں بتاؤں گا نہیں۔ لیکن تمہیں ایک بات ضرور بتا دوں کہ ان فوگرافس کو دیکھ کر ڈیوڈ کی حالت پتلی ضرور ہو گئی ہے، میں نے اس کی آنکھوں میں چھپا ہوا اضطراب دیکھ لیا ہے۔ اس چیز سے تمہیں خود ہی اندازہ ہو جانا چاہیے کہ میرے ہاتھوں میں وہ چیز ہے جو تمہیں بل سے نکالنے پر مجبور کر دے گی۔ خیر اب تمہیں میں اتنا انتظار نہیں کرواتا اب سسپنس ختم کر دیتا ہوں۔ میرے پاس ان افراد کی فوٹو گرافس ہیں جنہیں تم دیکھ کر سر کے بل دوڑتے ہوئے میرے پیر دھونے کے لئے آؤ گے۔ وہ لوگ اپنے حلیے سے عربی لگتے ہیں اور اپنے جذبوں سے تو لگتا ہے کہ وہ کسی خاص مشن پر روانا ہونے والے ہیں۔۔۔۔۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ آئندہ آنے والے دنوں میں کیا گُل کھلانے والے ہیں۔۔۔۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تم یہ ہرگز نہیں چاہو گے کہ تمہارا یہ پول میڈیا کھول دے اور ایک ایسا راز افشاں ہو جائے کہ جس پر امریکہ آئندہ آنے والے دنوں میں پوری دنیا کو سرکس بنانے والا ہے اور تم اس کے سب سے بڑے مداری ہو گے مسٹر اشر۔۔۔۔" دوسری طرف میجر ڈریگن کی ایک بار پھر کرار دار گفتگو نے ماحول کو مزید ٹینس کر دیا تھا۔ جبکہ شمعون تیزی سے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے پاس پڑے ہوئے پیڈ پر قلم سے کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ پھر اس میں سے اس نے کاغذ پھاڑا اور شبتائی کو پکڑا کر اسے کچھ اشاروں میں سمجھایا تو وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس وقت مجھے ان سے زیادہ تمہاری فکر ہو رہی تھی۔ سو میں ایک بار پھر کرنل اشر کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"اوہو۔۔۔ تو وہ فوٹو گرافس تم تک پہنچ گئیں، یقیناً یہ ڈیوڈ کی غلطی سے ہوا ہو گا۔ مگر وہ ایسی غلطی اس سے پہلے دفعہ ہوئی ہے ایسے وہ کرتا تو نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ اتنا غیر ذمہ دار ہے۔ لیکن ہماری فیلڈ میں کبھی کبھی یہ بھی ہو جاتا ہو تا ہے۔۔ اوکے اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ میں اب تم سے ڈیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بولو کیا ڈیمانڈ ہے اگر میں کر سکا تو پھر بتاؤں گا تمہیں۔۔۔۔" کرنل اشر نے فوراً ہی حامی بھر لی۔ پر میں جانتی تھی کہ اس میں بھی کہیں نہ کہیں کرنل اشر کی کوئی چال رہی ہو گی۔

"آہاں۔۔۔۔۔ تو اب آئے ہو ناں کرنل تم لائن پر، اب تم خود سوچو کہ میری کیا پوزیشن اور کیا حیثیت ہے۔ اب اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ گدھے پر بیٹھ کر میرے پاس آؤ تو تم وہ بھی کرو گے۔ پتہ نہیں کیوں تم اب تک مجھے ہلکا لے رہے تھے۔ اب تو تم خود سر کے بل چل کر اپنے بیٹے

ڈیوڈ کے پاس آؤ گے ۔۔۔اوہو میں بھول گیا ڈیوڈ نہیں تم تو ان فوٹو گرافس کے لئے آؤ گے ۔ تم نے اپنا بیٹا تو کب کا میرے حوالے کر دیا۔ بقول تمہارے میں اب اس کے ساتھ کچھ بھی کرنے کا مجاز ہوں۔ لو میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں ڈیوڈ تو اب تمہارے لئے ناکارہ ہو گیا ناں۔ کیوں ناں اسے اب استعمال کر کے ڈسٹ بن میں پھینک دینا چاہیے ۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہا خیر یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی اا اور ڈیوڈ کی قسمت کا فیصلہ بھی بعد میں ہو جائے گا۔ پہلے اصل مدعے کی طرف آتے ہیں۔ مجھے وہ مائیکرو فلم چاہیے جو آج سے چند سال قبل تم نے ایک مشن کے دوران حاصل کی تھی۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ تم نے اس فلم کی کاپی کی ہو گی یا نہیں بالکل وہی تاثر تمہارا میرے بارے میں ہو گا، اگر نہیں ہے تو قائم کر لو اور میں جانتا ہوں کہ تمہیں تمہارا ماسٹر پلان نافظ کرنے میں زیادہ دن نہیں لگنے۔ اس لئے تم نہیں چاہو گے کہ درمیان میں کوئی بھی گڑبڑ ہو جائے، جیسا کہ اب ہو گئی ہے تو اسے جلد از جلد نپٹانا چاہو گے اور تمہاری اس مجبوری سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ لہذا مزید وقت برباد کئے بغیر تم جلد از جلد ہماری میٹنگ کی کوئی جگہ طے کروا گر نہیں کرو گے تو تمہارا ویسے بھی بڑا نقصان ہو گا اور تمہارا یہ قابل ترین ایجنٹ بے موت مارا جائے گا۔ تم نے جو اس پر اب تک لاکھوں کروڑوں ڈالرز خرچ کئے ہیں وہ ضائع ہو جائیں گے۔ اب فیصلہ کا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے جو چاہو کر لو چاہو تو وقت اور جگہ طے کر لو، اگر چاہو تو یہ مہلت گنوا دو۔ نقصان تمہارا ہی ہو گا۔۔۔ ہاں ایک بات تم پر میں واضح کر دوں کہ یہ پرائیویٹ نمبر ہے اور لہروں کے ذریعے اس کے سگنلز آتے ہیں۔ سو تم لاکھ سر پٹخ لو تم اسے ٹریس نہیں کر سکو گے۔ مزید یہ کہ یہ لہریں جن کی مدد سے یہ فون کام کر رہا اس کا تمام کمانڈ اینڈ کنٹرول روس کے ہاتھ میں ہے اور امریکہ کو اس تک پہنچنے

میں بڑا وقت صرف ہو گا۔ ممکن ہے کئی نسلیں لگ جائیں۔۔۔"

"ٹھیک ہے اب روس میں تو میٹنگ ہونے سے رہی اور نہ تم امریکہ میں میرے مہمان بننا پسند کرو گے تو اس کے لئے ہمیں کسی نیوٹرل مقام کا انتخاب کرنا ہو گا۔ لیکن اگر تم میرے مہمان بنتے تو میں تمہاری خوب خاطر مدارت کرتا، اب کوئی ایسی جگہ کا انتخاب تم کر لو جہاں تم سمجھتے ہو کے ہمارے معاملات احسن طریقے سے حل ہو سکیں گے۔ البتہ جہاں تک فلم کا تعلق ہے تمہاری تمام تر قیاس آرائیوں کے باوجود میں اب تمہیں وہ لوٹانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں نے اس کی کاپی نہیں بنائی ہو گی تو میں بھی تم سے یہی امید رکھتا ہوں کہ تم میری فوٹو گرافس کی کوئی کاپی تیار نہیں کرو گے۔۔۔ امید پر دنیا قائم ہے اور آزمائش شرط ہے دنوں ایک دوسرے کو آزما لیتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ کون سب سے اچھی ڈیل کر سکتا ہے۔۔۔۔" کرنل اشر نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو اس دوران شبتائی آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک عجیب وغریب سی کمپوٹرائز مشین تھی۔ وہ اس نے شمعون کو پکڑائی تو شمعون نے اس کی لیڈ کھول کر اسے کمپیوٹر کے ساتھ منسلک کر دیا۔

"ٹھیک ہے تمہاری یہ بات نہایت معقول ہے، میرا بھی یہی خیال تھا کہ کوئی نیوٹرل مقام ہونا چاہیے۔ اگر خدمت تم کر سکتے ہو تو میں بھی تمہاری ٹھیک ٹھاک کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ تم نے میری میز بانی قبول ہی نہیں کرنی تو صلاح کرنا بھی نہیں بنتا۔ مقام لازماً وہ نیوٹرل ہو گا جس پر ہمارے دونوں ملکوں کی حکومتوں کو اعتراض نہ ہو۔ پھر اس کسوٹی پر اسرائیل بھی پورا نہیں اتر سکتا اگرچہ ہماری حکومت کے تعلقات اسرائیل سے ہر دور میں سرد گرم رہے ہیں اور اسرائیل کی سالگرہ کے دن بہت سے یہودی روس سے ہجرت کر کے بھی گئے اور اب بھی آتے جاتے رہتے ہیں ہمارے یہاں ان پر اب کوئی قدغن نہیں ہے۔ بہت سے یہودیوں کے ہمارے ملک میں بھی اچھے خاصے کاروبار ہیں مگر میں جان بوجھ کر اسرائیل کا انتخاب نہیں کرونگا کیونکہ وہ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔ سو یہ آپشن تو اب خارج ہی سمجھو اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی عرب ممالک ہیں ان سے بھی ہمارے تعلقات خطے کی سیاست کو دیکھتے ہوئے بدلتے رہتے ہیں۔ وہاں بھی اکثر خزاں ہی رہتی ہے، ہم امریکہ کو نیچا دکھانے کے لئے لگے

رہتے ہیں تو امریکہ ہمیں، سو مڈل ایسٹ پہ بھی تم انکار ہی سمجھو۔ اگر ایشیاء کا کوئی ملک ہو جائے تو تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہو گی؟" دوسری طرف سے میجر ڈریگن نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ جبکہ اس دوران شمعون اس نئی مشین کو کمپیوٹر سے منسلک کرنے کے بعد اسے انسٹال کر رہا تھا۔ اس کا اشارہ وہ پہلے ہی کرنل کو کر دیا گیا۔ اس لئے وہ زیادہ میجر ڈریگن کو انگیج رکھنا چاہتا تھا۔

"ایشیا میں چین ہے یا تو پاکستان اور بھارت، پاکستان پر تو تم ہرگز بھروسہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم لوگ ان پر کرتے ہیں۔ ہم بظاہر ان کے دوست ہیں مگر یہ ہمیشہ ہمیں ڈبل کراس کر جاتے ہیں خاص طور پر ان کی سیکرٹ سروس سے تو ہم دور ہی رہتے ہیں۔ اب دیکھا جائے تو تمہارے سفارتی تعلقات بھی پاکستان سے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سو پاکستان تو کسی بھی صورت میں بھی ہم دونوں کے لئے قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔ اب بھارت کو دیکھ لو تو بے شک ہمارے تعلقات اس سے اچھے رہے ہیں اور وہ کہنے کو ہمارا دوست ملک ہے مگر ماضی گواہ ہے کہ ان کا ہمیشہ جھکاؤ تمہاری طرف زیادہ ہوتا ہے۔ سو میٹنگ بھارت میں ہونا ہماری حکومت کو بالکل قبول نہیں ہو گی۔ اب پاکستان اور بھارت تو دونوں ہی غیر موضوں ہو گئے۔ میرے خیال میں اگر چین یا جاپان میں سے کسی ایک ملک کا انتخاب کر لو تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ لیکن میرے خیال میں لوکیشن ابھی صیغہ راز میں رکھی جائے تو زیادہ مناسب ہے ہم اس سے پہلے اگر میٹنگ کا ایجنڈا طے کر لیں تو ہم دونوں کے لئے اچھا رہے گا۔۔"

"میٹنگ کا ایجنڈا بالکل واضح ہے اس میں زیادہ بحث کے لئے ابھی کچھ باقی نہیں رہا۔ مجھے مائیکرو فلم چاہیے اور تمہیں فوٹو گرافس دوسرا اگر تمہیں اپنا لاڈلہ، چہیتا اور واحد ڈائمنڈ ڈیوڈ چاہیے تو اس کے لیے میری ایک خاص شرط ہو گی۔"

"بولو کیا چاہتے ہو؟ کون سی شرط ہے تمہاری؟"

"مجھے وہ فلم تو مل ہی جائے گی اب مجھے اس کی اتنی فکر نہیں مگر تمہارا گریٹ گیم اب میرے علم میں آچکا ہے اور وہ شاید اس فلم سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ کیا ہے ناں کہ میری عادت ہے کبھی کبھی میری زبان خام خواہ غلط وقت پر کھل جاتی ہے۔ اس کو تالا لگانے کے لئے خاص محنت کرنی پڑتی ہے۔۔۔ تمہاری گریٹ گیم کا میں اب سن تو چکا ہوں لیکن مجھے خاموش کرانے کے لئے اس میں سے حصہ ملنا چاہیے۔ حصہ اور وہ بھی جائز حصہ اس کے بعد ڈیوڈ تمہارا ہوا۔۔۔ اس حصے کے بغیر تمہاری دال گلتی مجھے نہیں نظر آرہی۔ بولو کیا کہتے ہو اس بارے میں؟"

"بہت معقول بات ہے، میں تم سے متفق ہوں میرا بھی یہی خیال ہے کہ تمہیں بھی تگڑا حصہ ملنا چاہے اور میں نہیں چاہوں گا کہ تم بار بار میرے اس کھیل میں ٹانگ اڑاؤ۔۔۔ بولو کیا چاہیے تمہیں۔"

"ڈیوڈ کا سر۔۔۔۔۔"

"دیکھو اب تم بلاوجہ پٹری سے اتر رہے ہو اور میری مصالحت پسندی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ جب میں تمہارے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہا ہوں تو تمہیں اس کا تھوڑا سا پاس ضرور رکھنا چاہیے۔ تمہاری یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے اس کے علاوہ تم کیا چاہتے ہو وہ بتاؤ۔ مگر یاد رکھنا کے بات جائز ہو۔۔"

"گیارہ ستمبر کے بعد شروع ہونے والی گیم میں روس کے لئے حصہ۔۔۔"

"کیسا حصہ؟۔۔۔"

"تمہارے ماسٹر پلان کے مکمل دستاویزات۔۔۔۔"

"یہ ناممکن ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

عہدِ وفا

ایمان پریشے کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا مُنفرد ناول، مُحبت کی داستان جو معاشرے کے رواجوں تلے دب گئی، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

بُجھ نہ جائے دِل دیا

سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، مُحبت، نفرت، عداوت کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

قفس کے پنچھی
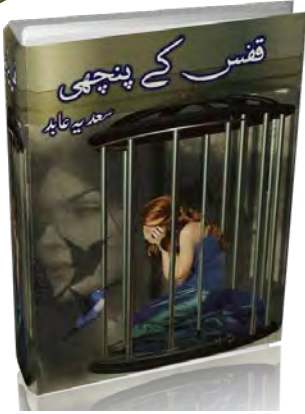
سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، علم و عرفان پبلشرز لاہور کے تعاون سے جلد، کتابی شکل میں جلوہ افروز ہو رہا ہے۔

آن لائن پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

جہنم کے سوداگر

مُحمد جبران (ایم فِل) کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ایکشن ناول، پاکستان کی پہچان، دُنیا کی نمبر 1 ایجنسی آئی ایس آئی کے اسپیشل کمانڈو کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

شہیدِ وفا

مُسکان احزم کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ناول، پاک فوج سے مُحبت کی داستان، دہشت گردوں کی بُزدلانہ کاروائیاں، آرمی کے شب و روز کی داستان پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

آپ بھی لکھیے:

کیا آپ رائٹر ہیں؟؟؟۔ آپ اپنی تحاریر پاک سوسائٹی ویب سائٹ پر پبلش کروانا چاہتے ہیں؟؟؟

اگر آپکی تحریر ہمارے معیار پر پُورا اُتری تو ہم اُسکو عوام تک پہنچائیں گے۔ مزید تفصیل کے لئے یہاں کلک کریں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام، پاکستان کی سب سے زیادہ وزٹ کی جانے والی کتابوں کی ویب سائٹ، پاکستان کی ٹاپ 800 ویب سائٹس میں شُمار ہوتی ہے۔

"تو پھر میری وہی ضد ہے کہ مجھے ڈیوڈ کا سر چاہیے۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے جب ہم ملیں گے تو تمہیں ان دستاویزات کی کاپی مل جائے گی۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جب تک ہماری ملاقات ایک نیوٹرل مقام پر نہیں ہو جاتی اس وقت تک تم ڈیوڈ کو نہ صرف زندہ رکھو گے بلکہ اسے ایک خراش بھی نہیں آنی چاہیے۔۔۔ ورنہ ملاقات کینسل۔۔۔۔۔"

"مجھے منظور ہے اب ذرا مقام بھی طے ہو جائے؟" اس دوران شمعون مشین کا سافٹ بھی انسٹال کر چکا گا۔ اور اب اس نے وہ کال اس پر ڈال دی۔ کمپیوٹر پر بار بار لوڈنگ کا آپشن آرہا تھا۔

"میرے خیال میں جاپان کا دارالحکومت ٹوکیو زیادہ مناسب رہے گا۔۔۔۔"

"اور دن کون سا مناسب رہے گا؟۔۔۔"

"میرے خیال میں پرسوں دن بارہ بجے۔۔۔۔"

"ڈن۔۔۔ اور وہاں پر کس جگہ ملنا ہے یہ میں تمہیں بتاؤں گا"

"ڈن اور تم ڈیوڈ کو کب میرے حوالے کرو گے؟۔۔"

"یقیناً دستاویزات ملنے کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔" دوسرا طرف سے اتنا کہا ہی تھا کہ میجر ڈریگن کی مکمل لوکیشن اور سارے ڈیٹا سمیت اُس جزیرے کی ساری لوکیشن اور عمارت کا پورا محل وقوع واضح ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس عمارت میں مقیم سارے افراد کے کی مکمل تفصیل بھی شو ہونے لگ گئی۔ وہ جزیرہ ایسٹ چائنہ سی میں واقع تھا اس وقت وہ روسی فوج کے قبضے میں تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو چکی تھی کہ تم بھی وہاں پر موجود ہو۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہی کرنل اشر کو شمعون نے کھڑے ہوئے انگوٹھے سے Thumbs Up کا اشارہ کیا تو کرنل اشر نے کال ڈراپ کر دی۔ اب وہاں پر موجود سب کے چہروں پر مسکان آ گئی تھی۔

☆===☆====☆

رات کو نہ جانے کب مجھے نیند آ گئی۔ میں اسی طرح حالت میں فرش پر لیٹ گیا۔ اگلی صبح چھ بجے ہی مجھے اٹھا دیا گیا۔ روشنی جل رہی تھی تو ایک آدمی نے آگے بڑھ کر مجھے زور سے پیٹ میں لات ماری اور انگریزی میں کہا کہ

"تیار ہو جاؤ۔ میڈیا والے آنے والے ہیں ابھی کچھ دیر میں تمہیں میڈیا کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اسکے فوراً بعد تمہیں عدالت لے جایا جائے گا۔" میں نے شاید کوئی دو ڈھائی گھنٹے نیند کی تھی۔ میرے لئے تو یہ بھی غنیمت تھا۔ تیاری کیا کرنی تھی۔ انہوں نے نہ مجھے واش روم جانے دیا اور نہ ہی پانی وغیرہ کا پوچھا۔ زندگی پہلے ہی جبرِ مسلسل کی طرح کٹ رہی تھی چلو دو چار وز اور صحیح۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ نہ تو میرے ہاتھ کھلے تھے اور نہ ہی پاؤں۔ ستم تو یہ بھی تھا کہ میرا منہ بھی بند تھا۔ بس ایک چیز تھی جو ان کے قبضے میں نہیں تھی اور وہ تھا میرا دماغ۔ یہ میری سوچوں کے علاوہ باقی ہر چیز پر قبضہ کر سکتے تھے۔

مجھے جاگے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ جیل کا جنگلا کھول چار لمبے تڑنگے اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے میرے سر پر کپڑا باندھ کر مجھے ایک کے کندھے پر ڈال دیا گیا۔ دوسرا کا محتاج ہونا بھی کتنا مشکل ہے۔ جو لوگ معذور اور لاچار ہوتے ہونگے ان کی لائف کتنی مشکل ہوتی ہو گی۔ یقیناً وہ لوگ بہت ٹف لائف گزارتے ہونگے۔ آج مجھے بالکل ویسا ہی احساس ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد مجھے ایک کرسی پر بٹھایا گیا اور پھر میرے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا گیا۔ میرے ساتھ محسن شاہ بیٹھا تھا جس نے اپنے آپ کو حکومتی اہل کار بتایا تھا اور اب میرے خلاف با قاعدہ چارج شیٹ بنانے والا تھا۔ ہم دونوں کے سامنے ایک بڑی سی میز پر بہت سے مائیک رکھے ہوئے۔ یہاں پورا میڈیا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ایک حال نما کمرہ تھا جس میں صحافی حضرات کھڑے ہوئے تھے۔ میری بہت ساری تصاویر لی جا رہی تھیں۔ انہی تصاویر میں کچھ لائف جا رہی تھیں۔ پہلے تو محسن شاہ نے فارسی میں مقامی پریس والوں کو سارے ماجرے سے آگاہ کیا پھر اس نے انگریزی زبان میں انٹرنیشنل میڈیا سے اپنی گفتگو کا آغاز کچھ یوں کیا۔

"میں محسن شاہ امام خمینی بر گیڈ کا خاص آدمی ہوں۔ میرے والد نے انقلاب ایران میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ مگر آپ یہ سب جانتے ہیں کہ ہمارا انقلاب امریکہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ اس لئے وہ وقتاً فوقتاً ہمارے ملک میں تخریبی کاروئیاں کرتا رہا ہے۔ ایران میں ہر سازش کے پیچھے یا تو سعودی عرب کا ہاتھ ہوتا ہے یا پھر امریکہ کا۔ یہ دونوں ممالک مل کر ایران کی خود مختاری کو اپنے پیروں تلے سے روندتے رہتے ہیں۔ مگر آپ سب جانتے ہیں کہ ہم ایک خدار قوم ہیں۔ ہم لوگ غیرت سے جینا اور مرنا جانتا ہیں۔ یہی تعلیم ہمیں امام خمینی صاحب نے دی ہے اور اسی کا ہم پرچار کرتے ہیں۔ ہم کبھی بھی اپنی سالمیت پر سودے بازی نہیں ہونے دیں گے۔ آج ہماری تاریخ کا سب سے کڑا وقت ہے جس میں ہمارے ہاتھ امریکہ کا ایک معروف جاسوس لگا ہے۔ اسکا نام ڈیوڈ ہے اور یہ ایران میں ایٹمی پلانٹ کو تلاش کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا کہ جب ہمارے حساس اداروں نے اسے رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا۔ جب ہم نے انوسٹی گیشن کی تو ہمیں اس کی سیاہ ہسٹری کا معلوم ہوا۔ یہ اپنی ایجنسی میں ٹارچر اسپیشلسٹ ہے۔ اسے ٹارچنگ مشین بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے ایران کے ایک نہیں کئی افراد کو یوں ہی تشدد کر کے موت کے گھاٹ اتارا ہوا ہے۔ یہ شخص امریکہ گئے عام ایرانیوں کو پکڑتا ہے اور پھر ان پر جھوٹے مقدمے ڈال کر انہیں تشدد کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اس کے آدمیوں نے آج سے ٹھیک پانچ سال قبل ایک ایرانی نوجوان جس کا نام حسام جہاں تھا کو ہوٹل سے زبردستی اٹھالیا اور پھر اس پر جھوٹے مقدمے بنا کر اس پر انتہائی غیر انسانی سلوک کیا۔ تشدد اور ظلم و بربریت کی انتہا کی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ آج ہم اسے پریس کانفرنس کے بعد عدالت میں پیش کریں گے اور اس پر با قاعدہ ٹرائل کر کے اسے عدالت سے پھانسی کی سزا کی اسدعا کریں گے۔ میرا عالمی برادری سے مطالبہ ہے کہ وہ بلاوجہ ایران پر زور زبردستی یا کسی بھی حوالے سے پریشر نہ ڈالیں۔ ہم اسے بہت جلد عوامی پھانسی دلوائیں گے۔ جی میں اب آپ لوگوں کے سوالات لونگا۔۔" محسن شاہ نے جتنے سنگین ترین الزامات ہو سکتے تھے وہ سب کے سب لگا دیئے تھے۔ میں نے زندگی میں یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ پاکستانی ایجنٹ ہو کر میری موت ڈیوڈ کے نام پر ہو گی اور اس پر میرا ادارہ میری مدد بھی نہیں کر سکے گا۔ میں منہ صاف ظاہر ہے بند تھا اس لئے میں تو دفاع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ واقعی اس وقت مجھ پر کڑا وقت تھا۔

ایک صحافی نے مائیک اپنی طرف کر کے محسن شاہ سے سوال کیا۔

"سر کیا آپ کے پاس ٹھوس ثبوت ہیں کہ یہ واقعی امریکی جاسوس ڈیوڈ ہی ہے؟"

"جی ہاں ہمارے پاس مکمل ثبوت ہیں کہ یہ شخص ڈیوڈ ہے اور اس کا تعلق امریکہ کی ٹاپ سیکرٹ سروس بلیک ڈائمنڈ سے ہے۔ اس کے علاوہ اس کے سر پر کئی بے گناہ انسانوں کا قتل عام ہے۔ اگر آج اس شخص کو چھوڑ دیا گیا تو یہ امریکی ہمیں کچا چبا جائیں گے۔ اس لیئے آمریکہ سمیت میں سب کو خبردار کرتا ہوں کہ وہ ایران کے اندرونی معاملے میں خبردار ہرگز کوئی مداخلت نہ کریں۔ ورنہ اس کے اس سے زیادہ سنگین نتائج بھگتنے پڑ سکتے ہیں۔"

"سر کیا آپ لوگوں کے پاس اس بات کے بھی ثبوت ہیں کہ یہ ایران میں واقعی کسی جاسوسی کی غرض سے آیا تھا اور اس نے ایران کے قیمتی راز باہر دیئے ہیں۔"

"جی یقیناً ہمیں اس کے پاس سے سارے بلیو پرنٹس ملے ہیں جس میں اس کا سارا کچہ چٹھہ کھول کر رکھ دیا ہے۔ یہ ایران کے حساس مقامات کی نہ صرف تصاویر اپنے پاس رکھتا تھا بلکہ اس کے پاس اندر کے سارے نقشے بھی موجود ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ یہ کتنے سنگین جرم ہیں اور اس پر اسے جتنی سخت سے سخت سزا دی جائے وہ کم ہے۔"

"سر اگر امریکہ سمیت اقوام متحدہ نے آپ پر دباؤ ڈالا تو آپ اس کا کس طرح سے جواب دیں گے؟"

"جی ہم کوئی پاکستان تھا یا سوڈان جیسے چھوٹے ملک نہیں ہیں کہ امریکہ کی ایک دھمکی پر ڈھیر ہو جائیں گے۔ ہم لوگ ایرانی ہیں ایک غیرت مند قوم ہیں۔ ہم کبھی بھی اپنی سالمیت اور خود مختاری پر سودے بازی نہیں ہونے دیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوئی ایرانی مفادات کا مکمل دفاع کریں گے اور امریکہ کو منہ کی کھانے پڑے گی۔ جہاں تک بات ہے اقوام متحدہ کی تو ہم بھی اس کے ممبر ہیں۔ وہاں پر بھی ہم اپنا کیس لڑنا جانتا ہیں۔ سو کچھ بھی ہو جائے ہم اس پر کوئی کمپرومائز نہیں کریں گے۔ دیٹس اٹ جسٹ ون لاسٹ کوئسچن اور پھر اس کے بعد پریس کانفرنس برخاست کر دی جائے گی۔

"سر کیا آپ کو کتنی امید ہے کہ آپ یہ کیس نپٹا دیں گے۔۔"

"جی مجھے پوری امید ہے کہ ہم ایک ہفتے کے اندر اندر اس جاسوس کو اس کے انجام تک پہنچا دیں گے۔ شکریہ دیٹس آل۔۔۔" یہ کہتے ہی محسن نے اپنی آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگایا اور دوسرے ہی لمحے میرے منہ پر کپڑا ڈال دیا گیا۔

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔